© rasailojaraid.com

حشرات کی حلت وحرمت: ایک فقہی مطالعہ

حافظ مبشر حسین*

اس مقالہ میں حیوانات کی اس قسم کی حلت وحرمت کو زیر بحث لایا گیا ہے جنہیں اردو لغت میں حشرات کی اصطلاح سے بیان کیا جاتا ہے۔ اس بحث میں سنی نقطہ نظر سے پانچ فقہی مکاتب یعنی حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی اور ظاہری کو مدنظر رکھتے ہوئے حشرات کی حلت وحرمت کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ چند استثناءات کے ساتھ جمہور فقہاء یعنی حنفیہ، شافعیہ، حنابلہ اور ظاہریہ کے نزدیک تمام حشرات حرام ہیں جبکہ فقہاء مالکیہ کے نزدیک ان کے باہمی فقہی اختلاف کی موجودگی کے ساتھ صحیح قول کے مطابق تمام حشرات کچھ شرائط کے ساتھ حلال ہیں۔

حشرات سے کیا مراد ہے؟

اردو لغت میں حشرات عام طور پر ان کیڑے مکوڑوں کو کہا جاتا ہے جو زیادہ تر زمین میں سوراخ کر کے رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ رینگنے والے جانوروں (Reptiles) کو بھی اردو میں حشرات کہا جاتا ہے (۱)۔

عربی زبان میں حشرات کے لیے لفظ حشرات کے علاوہ بھی کئی ایک الفاظ استعمال ہوتے ہیں مثلاً خشاش، اَحناش، اَحراش اور ہوامّ وغیرہ (۲)۔

وہ حشرات جن کا زہر عام طور پر جان لیوا ہوتا ہے جیسے سانپ وغیرہ۔ ان کے لیے ہوامّ کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے جس کا واحد ھامّۃ ہے۔ اور وہ حشرات جو زہریلے ہوتے ہیں مگر ان کا زہر جان لیوا نہیں ہوتا جیسے بھڑ بچھو وغیرہ۔ ان کے لیے سوامّ کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے جس کا واحد سامّۃ ہے۔ اور وہ حشرات جو زہریلے نہیں ہوتے جیسے چوہا، یربوع، خارپشت (Heghhog) خنفس، ختافس (یہ چھپکلی یعنی Lizard کے خاندان میں سے ہے) وغیرہ ان کے لیے قوامّ کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے جس کا واحد قامّۃ ہے۔ بعض اوقات غیر زہریلے حشرات کے لیے بھی ہوامّ کی اصطلاح استعمال ہو جاتی ہے (۳)۔

وہ حشرات جو سانپ کی نسل سے ہوں یا ان کا سر سانپ جیسا ہو ان سب کو احناش بھی کہتے ہیں (۴)۔

---

* لیکچرار/ریسرچ ایسوسی ایٹ، ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد- پاکستان۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فقہاء نے طہارت ونجاست کے پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے خون کے اعتبار سے حشرات کی دو قسمیں کی ہیں:

۱۔ ایک وہ حشرات جن میں دم سائل ذاتی (۵) ہوتا ہے جیسے سانپ چوہا، خُلد (۶) (Blind Rat.) ضب، (گوہ)، یربوع، نیولا خارپشت (Heghhog)۔

۲۔ اور دوسرے وہ جن میں دم سائل ذاتی نہیں ہوتا جیسے چھپکلی، بچھو، العِظاءَ ۃ (گوہ سے ملتا جلتا حیوان) مکڑی، چیونٹی، ٹڈی، بھڑ، مکھی، مچھر، وغیرہ (۷)۔

امام کاسانی نے خون کے اعتبار سے حشرات سمیت تمام حیوانات کو تین قسموں میں تقسیم کیا ہے :

۱۔ جن میں خون بالکل نہیں ہوتا جیسے ٹڈی بھڑ مکھی مکڑی پسو بچھو وغیرہ۔

۲۔ ایک وہ جن میں خون ہوتا ہے مگر وہ خون بہنے والا نہیں ہوتا جیسے سانپ چھپکلی گرگٹ اور تمام زمینی کیڑے مکوڑے جیسے چوہا گوہ یربوع نیولا خارپشت وغیرہ۔

۳۔ تیسرے وہ جن میں دم سائل ہوتا ہے (۸)۔

ان میں سے پہلی دو قسم میں امام کاسانی نے جن حیوانات کی مثالیں دی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سب عمومی طور پر حشرات کی قبیل سے ہیں گو کہ انہوں نے ان کے لیے حشرات کی اصطلاح استعمال نہیں کی۔ البتہ ابن عابدین نے حشرات کا نام لے کر ان میں یہ حیوانات شمار کیے ہیں : چوہا، چھپکلی، گرگٹ، خارپشت، سانپ، مینڈک، بھڑ، پسو، جوں، مکھی، مچھر، یربوع، بچھو، وغیرہ (۹)۔

دمیری نے شوافع کے حوالے سے سانپ، چوہے، یربوع، نیولے، گوہ، خارپشت، دلدل (خارپشت سے ملتا جلتا جانور) وغیرہ کو حشرات میں شمار کیا ہے (۱۰)۔

حشرات کی تعریفات پر جدید علم حیوانیات کے چند اعتراضات:

خلاصہ بحث یہ کہ عربی لغت اور فقہی اصطلاح دونوں میں حشرات کا اطلاق تمام چھوٹے غیر آبی حیوانات پر ہوتا ہے۔ خواہ یہ چھوٹے حیوانات کیڑے مکوڑے ہوں یا ان سے ملتے جلتے وہ حیوانات جنہیں عام طور پر کیڑے مکوڑے نہیں کہا جاتا۔ اور خواہ ان میں بہنے والا خون پایا جائے یا خون بالکل نہ پایا جائے اور خواہ یہ زہریلے ہوں یا غیر زہریلے اور خواہ یہ زمین پر رینگنے والے ہوں خواہ ہوا میں اڑنے والے (۱۱)۔ یہی وجہ ہے کہ فقہاء نے اس قبیل میں بعض ایسے حیوانات کو بھی شمار کیا ہے جنہیں جدید علم حیوانیات میں حشرات میں شمار نہیں کیا جاتا مثلاً چوہے حشرات کی بجائے ممالیہ حیوانات میں شمار ہوتے ہیں۔ اسی طرح یربوع (گلہری) بھی چوہوں کے خاندان سے ہے۔ اور نیولے (Mongoos) وغیرہ کو بھی حشرات کی بجائے درندہ صفت حیوانات میں شمار کیا جاتا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لیکن یہ بات قابلِ اعتراض نہیں ہوسکتی اس لیے کہ فقہاء نے لغت اور عرف کی بنیاد پر آج سے کم وبیش بارہ تیرہ صدیاں پہلے اس بارے میں بحث شروع کر دی تھی اور اس وقت ظاہر ہے علم حیوانیات بالکل ابتدائی سطح پر تھا۔ لیکن اس کے باوجود فقہاء نے اس تقسیم کو فقہی اعتبار سے مدنظر رکھا ہے اور حشرات کے گروپ میں جن حیوانات کو انہوں نے شمار کیا ہے اس کا مقصد ان حیوانات کے فقہی احکام بیان کرنا تھا۔ ان حیوانات کو آج کسی اور گروپ میں تقسیم کر دیا جائے تو تب بھی ان کے فقہی احکام پر کوئی فرق نہیں آئے گا۔

اسی طرح فقہاء نے حشرات کے ضمن میں بعض حیوانات کے بارے میں یہ رائے دی ہے کہ ان میں خون نہیں ہوتا، اس کی بڑی نمایاں مثال مکھی، مچھر اور کیڑے مکوڑوں سے دی جاسکتی ہے۔ لیکن علم حیوانیات میں یہ بات مسلمہ ہے کہ ان میں بھی خون ہوتا ہے (۱۲)۔ اور اس طرح اس پہلو سے بھی فوراً شبہ پیدا ہوتا ہے کہ فقہاء خون کی نفی کی بات کیوں کرتے ہیں۔

اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ جن حشرات سے خون کی نفی کی جاتی ہے ان میں خون کے سرخ ذرات نہیں ہوتے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ سرخ ذرات کے علاوہ خون کے باقی اجزاء بھی اتنی کم مقدار میں ہوتے ہیں کہ انہیں خوردبین کے بغیر انسانی آنکھ نہیں دیکھ سکتی۔ اور اتنی معمولی مقدار کو حلت وحرمت اور طہارت ونجاست کے اعتبار سے شریعت میں قابل معافی قرار دیا گیا ہے۔ اور اگر اسے قابل معافی قرار نہ دیا جاتا تو لوگوں کے لیے اس میں مشقت پیدا ہو جاتی۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ حیوانات میں اس خون کا اعتبار کیا گیا ہے جو رگوں میں چلتا ہے جبکہ حشرات میں اگر کچھ خون ہوتا بھی ہے تو وہ رگوں میں نہیں چلتا بلکہ ہوائی نالیوں (Air Tubes) میں چلتا ہے (۱۳)۔

ان وجوہات کے پیش نظر ظاہر ہے فقہاء کا حشرات کے خون کو حلت وحرمت اور طہارت ونجاست کی بحث میں معتبر نہ سمجھنا یا ان کے خون کی نفی کرنا غیر معقول نہیں رہتا۔

حلت وحرمت کے اعتبار سے حشرات کی فقہی تفصیل

فقہاء مالکیہ کے نزدیک صحیح قول کے مطابق تمام حشرات حلال ہیں۔ لیکن وہ ان کے حلال ہونے کے لیے ایک تو یہ شرط لگاتے ہیں کہ یہ اس شخص کے لیے حلال ہیں جسے ان کے کھانے سے ضرر نہ پہنچے اور دوسری شرط اس کے ذبح کی لگاتے ہیں۔ جن میں دم سائل نہ ہو انہیں جراد کی طرح ذبح کیا جائے گا۔ اور جن میں دم سائل ہو انہیں ذبح کی نیت اور تکبیر کے ساتھ حلق اور شہ رگ کاٹ کر ذبح کیا جائے گا۔ چوہے کے بارے میں مالکیہ کی رائے یہ ہے کہ اگر یہ یقین ہو کہ یہ نجاست میں رہتا ہے تو پھر یہ مکروہ ہے ورنہ یہ مباح ہے (۱۴)۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جمہور فقہاء یعنی حنفیہ، شافعیہ، حنابلہ اور ظاہریہ کے نزدیک تمام حشرات حرام ہیں البتہ انہوں نے بعض حشرات مثلاً ٹڈی اور کھانے کے اندر پیدا ہونے والے بعض کیڑے مکوڑے وغیرہ کو حرمت سے مستثنٰی قرار دیا ہے(۱۵)۔ ان مستثنٰی حشرات کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

حشرات کو حلال کہنے والوں کے دلائل اور ان پر اعتراضات:

حشرات کو حلال کہنے والوں نے اپنے موقف کی تائید میں درج ذیل دلائل سے استدلال کیا ہے :

((قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ یَّکُوْنَ مَیْتَةً اَوْدَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللهِ بِهٖ(۱٦)

اے نبی! (ﷺ) ان سے کہو کہ جو وحی میرے پاس آئی ہے اس میں تو میں کوئی چیز ایسی نہیں پاتا جو کسی کھانے والے پر حرام ہو الا یہ کہ وہ مردار ہو یا بہایا ہوا خون ہو یا سور کا گوشت ہو کہ وہ ناپاک ہے یا فسق ہو کہ اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔

اس آیت سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ جو چیزیں اس آیت میں شمار نہیں کی گئیں انہیں حرام قرار نہیں دیا جائے گا(۱۷)۔

لیکن یہ استدلال بہت سی وجوہات کے پیش نظر کمزور ہے جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ سورۃ الانعام کی آیت میں جن محرمات کا ذکر ہے وہ خاص انہی محرمات کے بارے میں کیے گئے ایک سوال کا جواب ہے۔ اس لیے محرمات کو اسی آیت میں محدود کر دینا غلط ہے(۱۸)۔

((عن مِلْقَام بن تَلب(۱۹) عن ابیه قال صحبت النبی صلی الله علیه وسلم فلم أسمع لحشرة الارض تحریما۔

حضرت مِلقام بن تلب اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہا ہوں مگر میں نے آپ ﷺ سے حشرات الارض کی حرمت کے بارے میں کچھ نہیں سنا(۲۰)۔

اس حدیث پر ایک تو یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ ضعیف ہے(۲۱)۔

دوسرا یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اگر یہ صحیح ہو تو تب بھی اس سے حلت ثابت نہیں ہوتی اس لیے کہ راوی نے یہ کہا ہے کہ میں نے اس کی حرمت کے بارے میں کچھ نہیں سنا اور عدم سماع کا یہ مطلب نہیں کہ کسی اور نے بھی ان کی حرمت کے بارے میں کچھ نہیں سنا ہوگا۔ علاوہ ازیں ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ عدمِ سماع سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کی حرمت کے بارے میں کوئی دلیل وارد ہی نہیں ہوئی(۲۲)۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حشرات کوحرام کہنے والوں کے دلائل اوران پر اعتراضات:

حشرات کوحرام کہنے والوں نے ایک دریلیل یہ پیش کی ہے کہ حشرات خبائث میں سے ہیں اور طبائع سلیمہ ان سے نفرت کرتی ہیں اور خبائث کو قرآن مجید میں حرام قرار دیا گیا ہے لہٰذا یہ حرام ہیں(۲۳)۔

اس کے علاوہ درج ذیل احادیث کوبھی حشرات کی حرمت کے سلسلہ میں پیش کیا گیا ہے:

((عن سعید بن مسیب(٢٤) ان ام شریك اخبرته ان النبی صلی الله علیه وسلم امرها بقتل الاوزاغ(٢٥)۔

سعید بن میسبؒ بیان کرتے ہیں کہ انہیں ام شریکؓ(۲۶) نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں چھپکلی کے قتل کا حکم دیا تھا۔

اس حدیث سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ چھپکلی حشرات میں سے ہے اور اگر یہ حلال ہوتی تو آپ ﷺ اس کے قتل کا حکم نہ فرماتے۔

((عن عائشة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال :خمس من الدواب کلهن فاسق یقتلن فی الحرم الغراب والحداة والعقرب والفارة والکلب العقور(٢٧)۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :پانچ چیزیں فاسق ہیں انہیں حرم میں بھی قتل کر دیا جائے اور وہ یہ ہیں : کوا چیل بچھو چوہا اور کاٹنے والا درندہ۔

((عن عبد الله بن عمرقال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم :خمس من الدواب من قتلهن وهو محرم فلا جناح علیه العقرب والفارة والکلب العقوروالغراب والحداة(٢٨)۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :پانچ جانور ایسے ہیں کہ جو شخص حالت احرام میں بھی انہیں قتل کر دے اس پر کوئی گناہ نہیں ہے اور وہ یہ ہیں : بچھو چوہا کاٹنے والا درندہ کوا اور چیل۔

مذکورہ بالا حدیثوں سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ ان میں جن چیزوں کے قتل کا حکم دیا گیا ہے وہ اگر حلال ہوتیں تو ان کے قتل کی بجائے ان کے ذبح کی بات کی جاتی کیونکہ حلال جانوروں کو ذبح کی بجائے قتل کرنا جائز نہیں ہے(۲۹)۔

تجزیہ وترجیح:

حشرات کے بارے میں جمہور فقہاء کا موقف راجح معلوم ہوتا ہے اس لیے کہ ایک تو ان سے طبائع سلیمہ اِباء کرتی ہیں اور دوسرا اس لیے کہ احادیث میں بعض حشرات کا نام لے کر انہیں قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔اور ظاہر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہے قتل انہیں ہی کیا جاتا ہے جو حرام ہوں۔ البتہ اگر حشرات میں سے کسی کو حدیث میں حلال قرار دیا گیا ہو تو وہ حشرات کے اس عمومی حکم سے مستثنیٰ قرار پائے گا جیسے ٹڈی ہے۔ اسی طرح گوہ کی حلت کے بارے میں مروی احادیث کے پیش نظر فقہاء نے اسی نوعیت کی بحث کی ہے جیسا کہ آئندہ سطور میں درج تفصیلات سے معلوم ہوگا۔

ٹڈی (Locust):

ٹڈی کے بارے میں اہل علم کا یہ اختلاف ہے کہ یہ آبی ہے یا بری؟ ایک قول یہ ہے کہ یہ آبی ہے اور دوسرا یہ ہے کہ یہ بری ہے (۳۰)۔

اسے آبی کہنے والوں نے درج ذیل احادیث سے استدلال کیا ہے:

((عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ وَاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَا كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم إِذَا دَعَا عَلَى الْجَرَادِ قَالَ اللّٰهُمَّ اَهْلِكِ الْجَرَادَ اقْتُلْ كِبَارَهُ وَاَهْلِكْ صِغَارَهُ وَاَفْسِدْ بَيْضَهُ وَاقْطَعْ دَابِرَهُ وَخُذْ بِاَفْوَاهِهِمْ عَنْ مَعَاشِنَا وَاَرْزَاقِنَا إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ قَالَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللهِ كَيْفَ تَدْعُو عَلَى جُنْدٍ مِنْ اَجْنَادِ اللهِ بِقَطْعِ دَابِرِهِ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم إِنَّهَا نَثْرَةُ حُوتٍ فِي الْبَحْرِ (۳۱)۔

حضرت جابرؓ اور حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ جب ٹڈی کے خلاف بددعا کرتے تو کہتے: یا اللہ! ٹڈیوں کو قتل کر دے جو بڑی ہیں انہیں بھی قتل کر دے اور جو چھوٹی ہیں انہیں بھی ہلاک کر دے۔ ان کے انڈے بھی تباہ کر دے اور ان کی جڑ کاٹ (یعنی خاتمہ کر) دے۔ اور ہمارے معاش اور رزق کو ان کے منہ لگنے سے بچا لے بے شک تو دعا سننے والا ہے۔ تو ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ! آپ اللہ کے لشکروں میں سے ایک لشکر کے لیے یہ بددعا کیوں کرتے ہیں کہ ان کی جڑ کاٹ دی جائے۔ تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: یہ سمندری مچھلی کی چھینک سے ہے۔

((عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضى الله عنه قَالَ اَصَبْنَا صِرْمًا مِنْ جَرَادٍ فَكَانَ رَجُلٌ مِنَّا يَضْرِبُ بِسَوْطِهِ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَقِيلَ لَهُ إِنَّ هَذَا لَا يَصْلُحُ فَذُكِرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ إِنَّمَا هُوَ مِنْ صَيْدِ الْبَحْرِ (۳۲)۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ہمارا ٹڈیوں کے ایک لشکر سے سامنا ہوا تو ایک آدمی جو حالت احرام میں تھا اس نے اپنے کوڑے کے ساتھ انہیں مارنا شروع کر دیا۔ اسے کہا گیا کہ تمہارے لیے یہ جائز نہیں ہے۔ پھر نبی کریم ﷺ کے پاس یہ بات بیان ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ سمندری شکار میں سے ہے۔

مذکورہ بالا دونوں حدیثوں سے اگرچہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ ٹڈی کا تعلق آبی جانوروں سے ہے مگر ان حدیثوں پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ یہ ضعیف ہیں (۳۳)۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مذکورہ بالا بحث میں یہ تطبیق بھی دی گ ء ہے کہ ٹڈی کی کئی قسمیں ہیں۔ بعض سمندری ہیں اور بعض بری۔ جیسا کہ دمیری نے حیوۃ الحیوان میں لکھا ہے(۳۴)۔

اسی طرح امام سرخسی نے المبسوط میں لکھا ہے کہ ٹڈی اپنی اصل کے اعتبار سے سمندری ہے مگر خوراک کے اعتبار سے بری ہے(۳۵)۔

ٹڈی کا حکم:

ٹڈی اگرچہ حشرات کی قبیل سے ہے مگر اس کے حلال ہونے پر اجماع کا دعویٰ کیا گیا ہے(۳۶)۔

ٹڈی کے حلال ہونے کے بارے میں اہل علم نے درج ذیل احادیث سے استدلال کیا ہے:

((عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ اَبِی اَوْفٰی(۳۷) قَالَ غَزَوْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ اَوْ سِتًّا کُنَّا نَاْکُلُ مَعَهُ الْجَرَادَ(۳۸)۔

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ چھ یا سات غزوات میں شرکت کی ہے اور ہم آپ ﷺ کی موجودگی میں ٹڈیاں کھالیا کرتے تھے۔

((عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُحِلَّتْ لَکُمْ مَیْتَتَانِ وَ دَمَانِ فَاَمَّا الْمَیْتَتَانِ فَالْحُوْتُ وَالْجَرَادُ وَاَمَّا الدَّمَانِ فَالْکَبِدُ وَ الطِّحَالُ(۳۹)۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے لیے دو مردار اور دو خون حلال کیے گئے ہیں۔ دو مردار یہ ہیں:۔ مچھلی۔ ٹڈی۔ اور دو خون یہ ہیں:۔ جگر۔ تلی۔

((عَنْ سَلْمَانَ قَالَ سُئِلَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ الْجَرَادِ؟ فَقَالَ اَکْثَرُ جُنُوْدِ اللهِ لَا آکُلُهُ وَلَا اُحَرِّمُهُ(۴۰)۔

حضرت سلمانؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے ٹڈی کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اللہ کے بڑے لشکروں میں سے ایک ہے میں اسے نہ کھاتا ہوں اور نہ حرام کہتا ہوں۔

ظاہر ہے کہ اگر ٹڈی حرام ہوتی تو آپ ﷺ اسے ضرور حرام کہتے۔ اور جہاں تک آپ ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ میں اسے نہیں کھاتا تو یہ آپ ﷺ نے اپنی طبعی کراہت کا اظہار فرمایا ہے۔ شرعاً اسے حرام قرار نہیں دیا۔

ٹڈی کو ذبح کرنا ضروری ہے یا نہیں؟:

جمہور فقہاء کے نزدیک ٹڈی مردہ حالت میں بھی حلال ہے اس لیے اسے ذبح کرنے کی ضرورت نہیں ہے(۴۱)۔ مگر امام مالکؒ ٹڈی کے بارے میں یہ رائے رکھتے ہیں کہ اس کا ذبح کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ صَیْدُ الْبَرِّ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(خشکی کے شکار) میں سے ہے(۴۲)۔

فقہاء مالکیہ کے نزدیک ٹڈی کے ذبح کی صورت یہ بیان کی جاتی ہے کہ نیت کر کے اس پر بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر کوئی ایسا عمل کیا جائے جس سے اس کی موت جلد واقع ہو۔ خواہ اس کا سر جدا کیا جائے یا اسے مارنے کا کوئی اور طریقہ اختیار کیا جائے(۴۳)۔

فقہاء شافعیہ نے اسے ذبح کرنے اور زندہ حالت میں اسے کاٹنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔ البتہ مرنے کے بعد اس کے پیٹ سے کچھ بھی نکالے بغیر سالم بھوننے کو جائز قرار دیا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ اس سے منہ کا لعاب نجس نہیں ہوتا۔ علاوہ ازیں شافعیہ کے نزدیک راجح قول کے مطابق ٹڈی کو زندہ حالت میں بھوننے کو حرام قرار دیا گیا ہے اس بنا پر کہ یہ عملِ تعذیب ہے۔ اگرچہ شافعیہ میں ایک قول یہ ہے کہ جس طرح مچھلی کو زندہ حالت میں بھوننا حلال ہے اسی طرح ٹڈی کو زندہ حالت میں بھوننا حلال ہونا چاہیے لیکن یہ قول ان کے نزدیک ضعیف ہے۔ اس لیے کہ ٹڈی کی زندگی اصلاً قائم ہوتی ہے اور اس جانور کی طرح نہیں ہوتی جو حالت ذبح میں ہوتا ہے۔ جبکہ اس کے برعکس مچھلی جو پانی سے نکلی ہو اس کی زندگی مذبوح جانور کی زندگی کی طرح ہوتی ہے(۴۴)۔

فقہاء حنابلہ نے ٹڈی کے زندہ حالت میں بھوننے کو جائز قرار دیا ہے اور یہ بات کہ یہ تعذیب ہے کا یہ جواب دیا ہے کہ یہ تعذیب حاجت کی وجہ سے ہے لہٰذا اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے(۴۵)۔

ذبح کو ضروری قرار دینے والوں کے دلائل:

ٹڈی کو ذبح کرنا ضروری قرار دینے والے اس سلسلہ میں یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ قرآن میں مردار کو حرام قرار دیا گیا ہے لہٰذا ٹڈی بھی اگر مردار ہو تو وہ اس عموم میں داخل ہوگی (۴۶)۔

ذبح کو غیر ضروری قرار دینے والوں کے دلائل:

ذبح کو غیر ضروری قرار دینے والوں نے اس سلسلہ میں درج ذیل احادیث سے استدلال کیا ہے:

((عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُحِلَّتْ لَكُمْ مَيْتَتَانِ وَ دَمَانِ فَاَمَّا الْمَيْتَتَانِ فَالْحُوتُ وَالْجَرَادُ وَاَمَّا الدَّمَانِ فَالْكَبِدُ وَ الطِّحَالُ(۴۷)۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے لیے دو مردار اور دو خون حلال کیے گئے ہیں۔ دو مردار یہ ہیں:۔ مچھلی۔ ٹڈی۔ اور دو خون یہ ہیں:۔ جگر۔ تلی۔

((عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ اَبِي اَوْفٰى قَالَ غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ اَوْ سِتًّا كُنَّا نَاْكُلُ مَعَهُ الْجَرَادَ(۴۸)۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ چھ یا سات غزوات میں شرکت کی ہے اور ہم آپ ﷺ کی موجودگی میں ٹڈیاں کھالیا کرتے تھے۔

تجزیہ وترجیح:

اس مسئلہ میں جمہور فقہاء کا موقف راجح ہے اس لیے کہ احادیث میں مچھلی اور ٹڈی کو مردہ حالت میں کھالینے کی اجازت دی گئی ہے۔اور یہ احادیث مستند ہیں۔

گوہ:

گوہ کی حلت وحرمت کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ جمہور فقہاء یعنی مالکیہ (۴۹) شافعیہ (۵۰) حنابلہ (۵۱) اور ظاہریہ (۵۲) کا موقف یہ ہے کہ یہ حلال ہے جبکہ فقہاء حنفیہ کا موقف یہ ہے کہ یہ حرام ہے (۵۳)۔

گوہ کو حرام کہنے والوں کے دلائل اور ان پر اعتراضات:

گوہ کو حرام کہنے والوں کی ایک دلیل تو یہ ہے کہ یہ حشرات میں سے ہے اور حشرات سبھی خبیث ہیں۔اور گوہ کو بھی اہل عرب خبیث شمار کرتے ہیں (۵۴)۔

مگر اس دلیل پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ اہل عرب کا ایک چیز کو خبیث سمجھنا یا ناپسند کرنا اس کا متقاضی نہیں کہ وہ حرام ہو لہٰذا گوہ کو ناپسند کرنے کے باوجود احادیث میں اسے حرام قرار نہیں دیا گیا۔ بلکہ کئی احادیث میں اس کی حلت بیان کی گئی ہے (۵۵)۔

علاوہ ازیں گوہ کو حرام کہنے والے فقہاء نے درج ذیل احادیث سے اپنے موقف پر استدلال کیا ہے :

((عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم اُهْدِىَ إِلَيْهِ ضَبٌّ فَلَمْ يَاْكُلْهُ قَالَتْ عَائِشَةُ :فَقُلْتُ :يَا رَسُولَ اللهِ اَلَا اُطْعِمُهُ الْمَسَاكِينَ ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ لَا تُطْعِمُوهُمْ مِمَّا لَا تَاْكُلُونَ(٥٦).

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کو گوہ کا تحفہ پیش ہوا مگر آپ نے اسے نہ کھایا۔ میں نے کہا :یارسول اللہ ! کیا میں اسے مسکینوں کو کھلا دوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا :جو چیز تم خود نہ کھاؤ وہ مسکینوں کو بھی نہ کھلاؤ۔

امام طحاوی نے الفاظ کے اختلاف کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا ہے اور اس میں ہے:

فقال لها رسول الله صلى الله عليه وسلم اتعطينه ما لا تاكلين(٥٧)۔

آپ ﷺ نے عائشہؓ سے کہا کہ جو تم خود نہیں کھاتی وہ دوسرے کو (کیوں) دیتی ہو!

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس حدیث سے گوہ کی حرمت پر استدلال کیا گیا ہے۔ چنانچہ کاسانی لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کا گوہ کو اپنے لیے ناپسند کرنا اس بات پر محمول نہیں کیا جا سکتا کہ آپ ﷺ نے محض طبعاً اسے ناپسند کیا ہے اگر یہ بات ہوتی تو آپ ﷺ اس کے صدقہ کرنے سے منع نہ فرماتے جیسا کہ آپ ﷺ نے انصار کی اس بکری جسے آپ ﷺ نے کھانا طبعاً پسند نہیں کیا تھا کے صدقہ سے منع نہیں کیا تھا بلکہ اسے صدقہ کرنے کا حکم دیا تھا(۵۸)۔

((عن جابر بن عبد اللہ یقول اُتِیَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بضب فابی ان یاکل منہ وقال لا ادری لعلہ من القرون التی مسخت(۵۹)۔

حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گوہ لائی گئی تو آپ ﷺ نے اسے کھانے سے یہ کہتے ہوئے انکار کر دیا کہ میں نہیں جانتا کہ شاید یہ انہی قوموں میں سے ہو جنہیں مسخ کیا گیا تھا۔

((عن ابی سعید ان اعرابیا اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی فی غائط مضبۃ وانہ عامۃ طعام اھلی قال فلم یجبہ فقلنا عاودہ فعاودہ فلم یجبہ ثلاثا ثم ناداہ رسول اللہ فی الثالثۃ فقال یا اعرابی ان اللہ لعن او غضب علی سبط من بنی اسرائیل فمسخھم دواب یدبون فی الارض فلا ادری لعل ھذا منھا فلست آکلھا ولا انھی عنھا(۶۰)۔

حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی شخص اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی کہ میں ایسی جگہ رہتا ہوں جہاں گوہ بہت ہیں اور یہ میرے اہل خانہ کا معمول کا کھانا ہے؟ آپ ﷺ نے اسے کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے پھر اپنا سوال دہرایا مگر آپ ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا۔ ہم نے اسے کہا کہ پھر آپ ﷺ سے پوچھو۔ اس نے پھر آنحضرت ﷺ سے پوچھا مگر تیسری بار بھی آپ ﷺ نے اسے جواب نہ دیا۔ پھر آپ ﷺ نے اسے بلایا اور کہا: اے دیہاتی! اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی ایک امت پر لعنت اور غضب کیا اور انہیں زمینی جانوروں کی شکل میں بدل دیا اور میں نہیں جانتا کہ وہ یہی گوہ ہیں یا نہیں۔ اس لیے میں انہیں نہ کھاتا ہوں اور نہ ان سے منع کرتا ہوں۔

((عن عبد الرحمن بن حسنۃ(۶۱) قال کنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر فنزلنا ارضا کثیرۃ الضباب قال فاصبنا منھا وذبحنا قال فبینا القدور تغلی بھا اذ خرج علینا رسول اللہ فقال ان امۃ من بنی اسرائیل فقدت وانی اخاف ان تکون ھی فاکفئوھا فاکفاناھا(۶۲)۔

حضرت عبد الرحمٰن بن حسنہؓ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ ہم نے ایک ایسی جگہ پڑاؤ کیا جہاں گوہ بکثرت پائے جاتے تھے۔ چنانچہ ہم نے انہیں پکڑا اور ذبح کیا۔ ابھی ہنڈیا اُبل رہی تھیں کہ نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: بنی اسرائیل میں ایک گروہ ایسا تھا جو گم ہو گیا تھا اور مجھے خدشہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہے کہ وہ یہی (گوہ) ہے۔ پس تم یہ ہنڈیاں الٹ دو۔ چنانچہ ہم نے وہ ہنڈیاں الٹا (ضائع کر) دیں۔

ان احادیث سے یہ استدلال کیا گیا ہے گوہ مسخ شدہ (ممسوخ) انسانوں میں سے کوئی گروہ ہے لہٰذا مسخ شدہ کو کھانا حرام ہے (۶۳)۔ لیکن اس استدلال پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ ان احادیث میں اس بات کو یقینی طور پر بیان نہیں کیا گیا کہ گوہ ممسوخ میں سے ہے بلکہ محض ایک خدشہ تھا جس کی بنا پر آپ ﷺ نے اس وقت تک توقف کیا جب تک کہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں بتا دیا کہ ممسوخ کی نسل آگے نہیں بڑھتی (۶۴)۔ اور یہ بات کہ ممسوخ کی نسل آگے نہیں بڑھتی حدیث سے ثابت ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے بندر اور خنزیر کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا یہ وہی لوگ ہیں جنہیں مسخ کیا گیا تھا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جس قوم کو اللہ تعالیٰ ہلاک کر دیں یا عذاب (مسخ) کریں ان کی نسل آگے نہیں بڑھتی۔ جبکہ بندر اور خنزیر تو ان ممسوخ لوگوں سے پہلے سے موجود ہیں (۶۵)۔

جب آپ ﷺ کو بتا دیا گیا کہ گوہ ممسوخ میں سے نہیں ہے تو آپ ﷺ کا خدشہ دور ہو گیا پس اب یہ کہنا صحیح ہے کہ گوہ حلال ہے۔ علاوہ ازیں ممسوخ والی اس روایت کو منسوخ قرار دیا گیا ہے اس بنیاد پر کہ گوہ کی اباحت کی حدیث بعد کی ہے (۶۶)۔

((عن عبد الرحمن بن شبل (۶۷) ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن اکل لحم الضب (۶۸)۔

عبدالرحمٰن بن شبلؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے گوہ کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔

اس حدیث پر ایک تو یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ یہ ضعیف ہے (۶۹)۔

دوسرا اعتراض یہ کیا گیا ہے کہ اگر یہ صحیح بھی ہو تو اسے اس پر محمول کیا جائے گا کہ یہ پہلے کی حدیث ہے جب کہ بعد میں نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بتا دیا تھا کہ ممسوخ کی نسل نہیں بڑھتی (۷۰)۔

گوہ کو حلال کہنے والوں کے دلائل اور ان پر اعتراضات:

گوہ کو حلال کہنے والے اس سلسلہ میں درج ذیل احادیث بطور دلائل پیش کرتے ہیں:

((عن عَبْدِ اللهِ بْنَ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ مَعَهُ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِهِ فِيهِمْ سَعْدٌ وَاُتُوا بِلَحْمِ ضَبٍّ فَنَادَتْ امْرَاَةٌ مِنْ نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهُ لَحْمُ ضَبٍّ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُوا فَاِنَّهُ حَلَالٌ وَلٰكِنَّهُ لَيْسَ مِنْ طَعَامِي (۷۱)۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ تشریف فرما تھے جن میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حضرت سعد بھی تھے اس دوران گوہ کا گوشت لایا گیا تو آپ ﷺ کی ازواج میں سے کسی نے کہا کہ یہ گوہ کا گوشت ہے تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: تم اسے کھاؤ کیونکہ یہ حلال ہے لیکن یہ میرا کھانا نہیں ہے۔

((عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم بَيْتَ مَيْمُونَةَ فَأُتِيَ بِضَبٍّ مَحْنُوذٍ فَأَهْوَى إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ بِيَدِهِ فَقَالَ بَعْضُ النِّسْوَةِ أَخْبِرُوا رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم بِمَا يُرِيدُ أَنْ يَأْكُلَ فَقَالُوا هُوَ ضَبٌّ يَا رَسُولَ اللهِ فَرَفَعَ يَدَهُ فَقُلْتُ أَحَرَامٌ هُوَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ فَقَالَ لَا وَلَكِنْ لَمْ يَكُنْ بِأَرْضِ قَوْمِي فَأَجِدُنِي أَعَافُهُ قَالَ خَالِدٌ فَاجْتَرَرْتُهُ فَأَكَلْتُهُ وَرَسُولُ الله صلى الله عليه وسلم يَنْظُرُ(۷۲)۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضرت خالد بن ولیدؓ سے بیان کرتے ہیں کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ حضرت میمونہؓ کے گھر میں تشریف لائے تو ان کے لیے گوہ کا گوشت پیش کیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا تو آپ ﷺ کی کسی بیوی نے صحابہ سے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ کو بتا دو کہ آپ ﷺ کیا تناول فرمانے لگے ہیں۔ صحابہ نے آپ ﷺ کو بتایا کہ یارسول اللہ ! یہ گوہ ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ پیچھے ہٹا لیا۔ میں نے پوچھا :یارسول اللہ ! کیا یہ حرام ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا : نہیں تاہم یہ میری قوم کی زمین میں نہیں ہوتی اس لیے مجھے اس سے گھن آتی ہے۔ خالدؓ کہتے ہیں کہ میں نے گوہ کو اپنی طرف کھینچا اور اسے کھانے لگا جبکہ اللہ کے رسول ﷺ مجھے دیکھ رہے تھے۔

((عَنْ عبد الله بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَهْدَتْ أُمُّ حُفَيْدٍ خَالَةُ ابْنِ عَبَّاسٍ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَقِطًا وَسَمْنًا وَأَضُبًّا فَأَكَلَ النَّبِيُّ مِنَ الْأَقِطِ وَالسَّمْنِ وَتَرَكَ الضَّبَّ تَقَذُّرًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَأُكِلَ عَلَى مَائِدَةِ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم وَلَوْ كَانَ حَرَامًا مَا أُكِلَ عَلَى مَائِدَةِ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم(۷۳)۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ میری خالہ ام حفیدؓ نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پنیر گھی اور گوہ کا تحفہ بھیجا تو آپ ﷺ نے پنیر اور گھی قبول کر لیا مگر گوہ کو ناپسند کرتے ہوئے قبول نہ کیا۔ ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے دسترخوان پر گوہ کھائی گئی اگر یہ حرام ہوتی تو اللہ کے رسول ﷺ کے دسترخوان پر اسے نہ کھایا جاتا۔

((عَنْ عبد الله بْنِ عُمَرَ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ عَنْ أَكْلِ الضَّبِّ فَقَالَ لَا آكُلُهُ وَلَا أُحَرِّمُهُ(۷۴)۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے اللہ کے رسول ﷺ سے گوہ کے کھانے کے بارے میں سوال کیا آپ ﷺ اس وقت منبر پر تھے آپ ﷺ نے فرمایا : نہ میں اسے کھاتا ہوں اور نہ میں اسے حرام کہتا ہوں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

((عَنْ ثَابِتِ بْنِ وَدِيعَةَ(۷۵) قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ الله صلى الله عليه وسلم فِي جَيْشٍ فَأَصَبْنَا ضِبَابًا قَالَ فَشَوَيْتُ مِنْهَا ضَبًّا فَأَتَيْتُ رَسُولَ الله صلى الله عليه وسلم فَوَضَعْتُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ فَأَخَذَ عُودًا فَعَدَّ بِهِ أَصَابِعَهُ ثُمَّ قَالَ إِنَّ أُمَّةً مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ مُسِخَتْ دَوَابَّ فِي الْأَرْضِ وَإِنِّي لَا أَدْرِي أَيُّ الدَّوَابِّ هِيَ قَالَ فَلَمْ يَأْكُلْ وَلَمْ يَنْهَ(۷۶)۔

حضرت ثابت بن ودیعہؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ ایک لشکر میں تھے کہ ہمیں گوہ ملیں۔ میں نے ان میں سے ایک کو بھونا اور نبی کریم ﷺ کے پاس جا کر اسے آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ ﷺ نے عود کی لکڑی پکڑی اس کے ساتھ اپنی انگلیوں پر گنا پھر فرمایا کہ بنی اسرائیل کی ایک امت کو کسی زمینی جانور کے ساتھ مسخ کر دیا گیا تھا اور میں نہیں جانتا کہ آیا وہ یہی گوہ ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے گوہ کو نہیں کھایا اور نہ ہی ہمیں اس سے منع فرمایا۔

((عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا بِأَرْضٍ مَضَبَّةٍ فَمَا تَأْمُرُنَا أَوْ فَمَا تُفْتِينَا؟ قَالَ ذُكِرَ لِي أَنَّ أُمَّةً مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ مُسِخَتْ فَلَمْ يَأْمُرْ وَلَمْ يَنْهَ۔ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذَلِكَ قَالَ عُمَرُ إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيَنْفَعُ بِهِ غَيْرَ وَاحِدٍ وَإِنَّهُ لَطَعَامُ عَامَّةِ هَذِهِ الرِّعَاءِ وَلَوْ كَانَ عِنْدِي لَطَعِمْتُهُ إِنَّمَا عَافَهُ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم(۷۷)۔

حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اللہ کے رسول ﷺ سے عرض کیا کہ میں ایسی جگہ رہتا ہوں جہاں گوہ بہت ہیں آپ ﷺ اس بارے میں کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل کی ایک امت کو مسخ کیا گیا تھا (اور میں نہیں جانتا کہ وہ یہی گوہ ہیں یا نہیں)۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اسے نہ منع کیا اور نہ گوہ کھانے کی اجازت دی۔ حضرت ابوسعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد کی بات ہے کہ عمرؓ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے گوہ کے ساتھ بہت سے لوگوں کو فائدہ پہنچایا ہے۔ یہاں کے چرواہوں میں سے اکثریت کی غذا یہی ہے۔ اگر یہ میرے پاس ہوتی تو میں بھی اسے کھاتا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے طبعاً اسے ناپسند کیا تھا۔

مذکورہ بالا احادیث سے گوہ کی حلت پر استدلال کیا گیا ہے۔ گو کہ یہ استدلال بڑا واضح اور مضبوط ہے تاہم اس سلسلہ میں امام جصاص نے ایک معقول اعتراض قائم کیا ہے آپ لکھتے ہیں:

فاحتج مبيحوه بهذه الأخبار وفيها دلالة على حظره لأن فيها أن النبي صلى الله عليه وسلم تركه تقذرا وأنه قذره وما قذره النبي ﷺ فهو نجس ولا يكون نجسا إلا وهو محرم الأكل ولو ثبت الإباحة بهذه الأخبار لعارضتها أخبار الحظر ومتى ورد الخبران في شيء وأحدهما مبيح والآخر حاظر فخبر الحظر أولى وذلك لأن الحظر وارد لا محالة بعد الإباحة ـ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

گوہ کو حلال کہنے والوں نے جن دلائل سے استدلال کیا ہے انہی دلائل سے اس کی حرمت ثابت ہوتی ہے۔ وہ اس طرح کہ نبی کریم ﷺ نے گوہ کو گندا خیال کیا ہے اور جس چیز کو آپ ﷺ گندا خیال کریں ظاہر ہے وہ نجس شمار ہوگی اور جو چیز نجس ہو ظاہر ہے وہ حرام قرار پاتی ہے۔ علاوہ ازیں گوہ کی حلت کی یہ احادیث ان احادیث کے معارض ہیں جو گوہ کی حرمت پر دلالت کرتی ہیں۔ اور جب کسی مسئلہ کے متعلق دو طرح کی حدیثیں ہوں یعنی ایک اباحت کی اور دوسری ممانعت کی تو ممانعت وحرمت کی حدیث لائق ترجیح ہوتی ہے کیونکہ ممانعت لازماً اباحت کے بعد ہی ثابت ہوتی ہے (۷۸)۔

تجزیہ و ترجیح:

گوہ کی حلت وحرمت کے بارے میں دونوں طرح کی احادیث موجود ہیں اس لیے فقہاء میں یہ مسئلہ معرکۃ الآراء مسئلے کی حیثیت اختیار کر گیا تاہم اس کے باوجود اس مسئلہ میں جمہور فقہاء کی رائے زیادہ وزنی معلوم ہوتی ہے۔ اس لیے کہ گوہ کی حرمت سے متعلقہ احادیث کے مقابلہ میں اس کی حلت کی احادیث زیادہ بھی ہیں اور واضح تر بھی۔ اس بحث کا خاتمہ حافظ ابن حجر کے اس تجزیہ پر کیا جاتا ہے:

والأحاديث الماضية وإن دلت على الحل تصريحا وتلويحا نصا وتقريرا فالجمع بينها وبين هذا حمل النهي فيه على أول الحال عند تجويز أن يكون مما مسخ وحينئذ أمر بإكفاء القدور ثم توقف فلم يأمر به ولم ينه عنه وحمل الأذن فيه على ثاني الحال لما علم أن الممسوخ لا نسل له ثم بعد ذلك كان يستقذره فلا يأكله ولا يحرمه وأكل على مائدته فدل على الإباحة وتكون الكراهة للتنزيه في حق من يتقذره وتحمل أحاديث الإباحة على من لا يتقذره ولا يلزم من ذلك أنه يكره مطلقا.

گوہ کی حلت کی احادیث خواہ وہ صراحتاً مروی ہوں یا اشارۃً یا تقریراً ان میں اور گوہ کی ممانعت کی احادیث میں تطبیق کی صورت یہ ہوگی کہ ممانعت کو پہلے کی صورتحال سے تعبیر کیا جائے گا اور گوہ کے گوشت کی ہنڈیاں الٹنے یا نبی کریم ﷺ کے اس بارے میں توقف کرنے یا گوہ کے بارے میں صحابہ کو اباحت یا حرمت کا حکم نہ دینے کو اسی دور سے متعلق خیال کیا جائے گا اور اس کے بارے میں اجازت کو بعد کے دور سے متعلق خیال کیا جائے گا کہ جب آپ ﷺ کو یہ معلوم ہوگیا کہ مسوخ کی نسل نہیں بڑھتی۔ پھر اس کے بعد بھی آپ ﷺ اسے ناپسند ہی کرتے رہے۔ آپ ﷺ اسے کھاتے نہیں تھے اور نہ ہی حرام قرار دیتے تھے۔ اور آپ ﷺ کے دستر خوان پر گوہ کو کھایا گیا جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ گوہ مباح ہے۔ البتہ جس کی طبیعت اس سے اباء کرتی ہے اس کے حق میں اسے مکروہ تنزیہی قرار دیا جائے گا اور جس کی طبیعت اس سے اباء نہیں کرتی اس کے حق میں اباحت کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

احادیث کے پیش نظر اسے مباح قرار دیا جائے گا۔ اس طرح یہ لازم نہیں آئے گا کہ گوہ کو مکروہِ مطلق قرار دیا جائے (۷۹)۔

کیڑے مکوڑے (Insects):

کیڑے مکوڑے بھی حشرات میں شامل ہیں لیکن انہیں حشرات کی بحث سے اس لیے الگ کیا گیا ہے کہ ان کے بارے میں فقہاء کی رائے عام حشرات سے ہٹ کر ہے مثلاً :

فقہاء حنفیہ کے نزدیک کیڑے مکوڑے حشرات سے متعلقہ تحریمی حکم سے مستثنیٰ ہیں بشرطیکہ ان میں روح پڑنے سے پہلے انہیں کھایا جائے کیونکہ جس میں روح نہ ہو وہ میتۃ میں شمار نہیں ہوتا۔ لہٰذا پنیر سرکہ اور پھل اس صورت میں حلال نہیں جب ان میں ایسے کیڑے ہوں جن میں روح پڑ چکی ہو (۸۰)۔

فقہاء مالکیہ کی رائے یہ ہے کہ اگر کیڑا مکوڑا کھانے کی چیز میں گر جائے اور اسے کھانے سے الگ کیا جا سکتا ہو تو پھر اسے نکال پھینکنا واجب ہے ورنہ وہ کھانا حلال نہیں ہوگا اس لیے کہ یہ کیڑا ذبح نہیں کیا گیا۔ ہاں اسے کھانے سے نکالنے کے بعد کھانا ضائع نہیں کرنا چاہیے خواہ یہ مر چکا ہو اس لیے کہ یہ مرنے کے بعد بھی طاہر شمار ہوتا ہے۔ اور اگر یہ کھانے میں مرا نہ ہو تو پھر اس کھانے کے ساتھ اسے بھی کھایا جا سکتا ہے مگر اس کے ذبح کی نیت کے ساتھ۔ اور وہ اس طرح کہ کھانا کھانے والا ذبح کی نیت کر کے اللہ کا ذکر (یا تکبیر) کہتے ہوئے انہیں چبا کھائے۔ اور اگر کیڑے مکوڑے کھانے میں اس طرح مکس ہو چکے ہوں کہ انہیں الگ کرنا ممکن نہ رہا ہو تو پھر وہ کھانا نہیں کھانا چاہیے بلکہ جانوروں کو ڈال دینا چاہیے۔ کیونکہ پاک ہونے کے باوجود مردہ کیڑے مکوڑے حلال نہیں ہیں۔ ہاں اگر کیڑے مکوڑے جنہیں نکالنا ممکن نہ ہو کھانے کی نسبت تھوڑے ہوں مثلاً کھانے کا ایک تہائی یا اس سے کم ہوں تو انہیں اس کھانے کے ساتھ کھا لینا مباح ہے خواہ یہ زندہ ہی ہوں۔ مذکورہ بالا بحث ان کیڑے مکوڑوں کے بارے میں ہے جو کھانے کے اندر پیدا نہ ہوئے ہوں اور اگر کیڑے کھانے کے اندر پیدا ہوئے ہوں خواہ وہ کھانا پھل ہو یا اناج یا کھجور تو پھر اس کھانے کے ساتھ ان کیڑوں کو کھانا مباح ہے خواہ یہ کیڑے تھوڑے ہوں یا زیادہ مر چکے ہوں یا زندہ الگ کیے جا سکتے ہوں یا نہیں (۸۱)۔

فقہاء شافعیہ کے نزدیک ایسے کیڑے جو کسی کھانے والی چیز مثلاً سرکہ یا پھل وغیرہ میں پیدا ہو جائیں انہیں درج ذیل شرائط کے ساتھ کھانا مباح ہے:

۱۔ اگر اسے کھانے سے نکالنا اغلباً مشکل ہو تو پھر اسے کھانے کا جزء شمار کرتے ہوئے کھایا جا سکتا ہے خواہ وہ زندہ ہوں یا مردہ۔ لیکن انہیں الگ سے حاصل کر کے کھانا حرام ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۲۔ ان کیڑوں کو فرداً ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ کیا جائے ورنہ ان کا کھانا مباح نہیں ہوگا۔

۳۔ اگر کھانے کی چیز مائع ہے تو پھر دیکھا جائے گا کہ اس میں گرنے والے کیڑوں کی وجہ سے اس کا ذائقہ رنگ اور بو میں تبدیلی واقع تو نہیں ہوئی اگر ہوئی ہے تو پھر وہ کھانا نجس شمار ہوگا اور نجاست کی وجہ سے حلال نہیں رہے گا اور اگر تبدیلی واقع نہیں ہوئی تو پھر وہ مباح ہے۔ سرکے اور پھل کے کیڑوں پر کھجور اور کیڑے دار سبزی کو قیاس کیا جائے گا جبکہ ان دونوں چیزوں کو پکا لیا جائے۔ اسی طرح شہد ہے کہ جب اس میں کیڑیاں پڑ جائیں اور پکالی جائیں (۸۲)۔

حنابلہ کے نزدیک کھانے کی چیز مثلاً پھل ککڑی کھیرا تربوز اناج اور سرکہ میں کیڑے پڑ جائیں تو اسے اس صورت میں کھایا جاسکتا ہے جب اس سے طبیعت ابا نہ کرتی ہو بلکہ اس پر مطمئن ہو۔ یہ کھانا اس لیے جائز ہے کہ ان کے کیڑوں سے بچنا مشکل ہے۔ اسی طرح شہد کو اس کے قش کے ساتھ کہ جس میں چھوٹے کیڑے ہوں وہ بھی جائز ہے اور اگر اسے صاف کر لیا جائے تو یہ بہتر ہے (۸۳)۔

امام احمد کیڑوں والی سبزی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس سے اجتناب ہی میرے نزدیک پسندیدہ ہے اور آپ نے کیڑے والی کھجور کے بارے میں فرمایا کہ اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے (۸۴)۔

تجزیہ وترجیح:

زیر نظر مسئلہ میں یہ بات تو متفق ہے کہ فقہاء ان کیڑے مکوڑوں کو جنہیں اناج اور پھل وغیرہ سے الگ کرنا مشکل ہوتا ہے کے کھا لینے کی اجازت دیتے ہیں گو کہ اس کی بعض شرائط میں ان کے ہاں اختلاف ہے۔ اس لیے اس مسئلہ میں بہتر رائے یہی ہے کہ پھل اور اناج وغیرہ میں پائے جانے والے جن کیڑوں سے بچاؤ مشکل ہو انہیں اس خوراک کے ساتھ کھا لینا حرام نہیں ہے تاہم اس کے باوجود غذا کو ان سے صاف کرنے کی کوشش کی جانی چاہیے جیسا کہ درج ذیل حدیث سے اس سلسلہ میں رہنمائی ملتی ہے:

عن انس بن مالك قال أتي النبي صلى الله عليه وسلم بتمر عتيق فجعل يفتشه يخرج بسوس منه۔

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس کھجور لائی گئی تو آپ ﷺ اس (کو تناول فرمانے کے لیے اس) میں سے کیڑے الگ کرنے لگے (۸۵)۔

خلاصہ بحث

فقہاء مالکیہ کے نزدیک صحیح قول کے مطابق تمام حشرات دو شرائط کے ساتھ حلال ہیں۔ ایک یہ کہ یہ اس شخص کے لیے حلال ہیں جسے ان کے کھانے سے ضرر نہ پہنچے اور دوسری شرط یہ کہ انہیں ذبح کیا جائے۔ تاہم جن میں دم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سائل نہ ہوانہیں جراد (ٹڈی) کی طرح ذبح کیا جائے گا اور جن میں دم سائل ہوانہیں ذبح کی نیت اور تکبیر کے ساتھ حلق اور شہ رگ کاٹ کر ذبح کیا جائے گا حتی کہ چوہے کے بارے میں بھی مالکیہ کی رائے یہ ہے کہ اگر یہ یقین ہو کہ یہ نجاست میں رہتا ہے تو پھر یہ مکروہ ہے ورنہ یہ مباح ہے۔

جبکہ جمہور فقہاء یعنی حنفیہ، شافعیہ، حنابلہ اور ظاہریہ کے نزدیک تمام حشرات کے بارے میں عمومی موقف یہ ہے کہ یہ حرام ہیں البتہ بعض حشرات یعنی ٹڈی، گوہ اور کیڑے مکوڑوں کو مالکیوں کے علاوہ بھی بعض فقہاء نے حرمت سے مستثنیٰ قرار دیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:

ٹڈی (Locust) تمام سنی فقہاء کے نزدیک حلال ہے تاہم جمہور فقہاء کے نزدیک ٹڈی (Locust) مردہ حالت میں بھی حلال ہے اس لیے اسے ذبح کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

گوہ کے بارے میں جمہور فقہاء یعنی مالکیہ، شافعیہ، حنابلہ اور ظاہریہ کا موقف یہ ہے کہ یہ زندہ حالت میں حلال ہے جبکہ فقہاء حنفیہ کا موقف یہ ہے کہ یہ حرام ہے۔

کیڑے مکوڑے (Insects) مالکی فقہاء کے علاوہ دیگر فقہاء کے نزدیک بھی حشرات سے متعلقہ تحریمی حکم سے مستثنیٰ ہیں تاہم ان کے زندہ اور مردہ حالتوں کے احکام میں ان فقہاء کے ہاں اختلاف رائے پایا جاتا ہے جس کی تفصیل مقالہ ہذا میں گزر چکی ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حوالہ جات وحواشی

۱۔ اردو لغت، اردو لغت بورڈ (ترقی اردو بورڈ)، کراچی، ۱۹۸۲ء، ج ۸، ص ۱۶۸۔ رینگنے والے حیوانات جیسے سانپ چھپکلی وغیرہ۔

۲۔ لسان العرب، ابن منظور، محمد بن مکرم بن منظور، دار صادر، بیروت، س ن۔ ج ۶، ص ۲۹۵؛ القاموس المحیط، الفیروز آبادی، مجد الدین، دار المامون مصر، ۱۳۵۷ھ۔ ج ۲، ص ۳۹۴۔

۳۔ تاج العروس من جواھر القاموس، الزبیدی، محمد بن محمد، مطبع الخیریۃ، ط اول ۱۳۰۶ھ، (بذیل مادہ: ھمم) ج ۹، ص ۱۰۹؛ لسان العرب، ج ۱۲، ص ۶۱۹۔

۴۔ المعجم الوسیط، مجمع اللغۃ العربیۃ، مصر س ن، ج ۱، ص ۲۰۲؛ لسان العرب، ج ۶، ص ۲۸۹۔

۵۔ یعنی خود اپنا بہنے والا خون موجود ہو مثلاً مچھر میں خون ہوتا ہے مگر وہ خون اس کا اپنا نہیں ہوتا بلکہ انسانوں سے پیا ہوا ہوتا ہے اور اسی طرح وہ اتنا نہیں ہوتا کہ اسے سائل یعنی بہنے والا کہا جا سکے۔

۶۔ خُلد حشرات میں سے ہے۔ یہ زمین میں بل بنا کر رہتا ہے۔ چوہے کی طرح کا حیوان ہے بلکہ اسے اندھا چوہا بھی کہا جاتا ہے اس لیے کہ اس کے کان اور آنکھیں بظاہر دکھائی نہیں دیتیں۔ انگلش میں اسے Spalax typhlus, Blind Mole Rat. کہا جاتا ہے۔ (معجم الحیوان، امین معلوف امین (باشا) بن فہد بن اسعد، ہدیۃ المقتطف القاہرہ، ۱۹۳۲ء، ص ۱۶۲)۔

۷۔ الموسوعۃ الفقہیۃ، وزارۃ الاوقاف والشئوون الاسلامیۃ، الکویت، ۱۴۲۷ھ، ج ۵، ص ۱۴۱۔

۸۔ بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، الکاسانی، ابوبکر مسعود بن احمد، دار الکتاب العربی، بیروت، ۱۹۸۲ء، ج ۵، ص ۳۶۔

۹۔ حاشیۃ ابن عابدین، ابن عابدین، محمد امین بن عمر بن عبد العزیز، دار الفکر، بیروت، ۲۰۰۰ء، ج ۶، ص ۳۰۴۔ یہاں یربوع بھی شامل ہے مگر خود ہی انہوں نے یربوع کو درندوں میں بھی شمار کیا ہے۔ (ایضاً ص ۳۰۶)۔

۱۰۔ حیاۃ الحیوان (الکبریٰ) الدمیری، محمد بن موسیٰ بن عیسیٰ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۲۴ھ، ج ۱، ص ۳۳۳، ۳۳۴۔

۱۱۔ اڑنے کے لیے ان کے پر تو ہوتے ہیں مگر پرندوں کی طرح Feather نہیں ہوتے۔

۱۲۔ اس بات کو سمجھنے کے لیے درج ذیل سوال اور اس کا جواب قابل غور ہے:

Q:Do insects have blood and do they bleed when they are hurt?

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

A:Insects have blood, but it's not like our blood. Our blood is red because it has hemoglobin, which is used to carry oxygen to where it is needed in the body. Insects get oxygen from a complex system of air tubes that connect to the outside through openings called spiracles. So instead of carrying oxygen, their blood carries nutrients from one part of the body to another. They do bleed when they are hurt, and their blood can clot so they can recover from wounds. (www.2scholastic.com/browse/article.jsp?=4628. Last seen: minor 20-05-09).

۱۳۔ ایضاً۔

۱۴۔ حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر، الدسوقی' محمد بن احمد بن عرفۃ، دار الفکر بیروت، س، ن، ج ۲، ص ۱۱۵، ۱۱۶؛ حاشیۃ الصاوی، ج ۱، ص ۳۲۳۔

۱۵۔ بدائع الصنائع، ج ۹ ص ۱۶؛ حاشیۃ ابن عابدین، ج ۶، ص ۳۰۴؛ المجموع شرح المھذب، النووی' محی الدین بن شرف' دار الفکر' بیروت س ن، ج ۹، ص ۱۶؛ نھایۃ المحتاج، الرملی' محمد بن احمد بن حمزہ بن شہاب الدین احمد' دار الفکر بیروت، ۱۴۰۴ھ، ج ۸، ص ۱۹؛ الاقناع فی فقہ الامام احمد، ج ۴، ص ۳۰۹؛ المحلی، ابن حزم' ابو محمد علی بن احمد' دار الفکر بیروت س ن، ج ۷، ص ۴۰۳۔

۱۶۔ الانعام ۶:۱۴۵۔

۱۷۔ مالکی فقہاء بالعموم یہ استدلال کرتے ہیں دیکھیے :الجامع لاَحکام القرآن، القرطبی' ابو عبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر' دار عالم الکتب' الریاض، ۱۴۲۳ھ، ج ۷، ص ۱۱۶۔

۱۸۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: الجامع لاَحکام القرآن' ۷/۱۱۷، ۱۱۸؛ المجموع شرح المھذب، ۹/۱۷؛ فتح الباری، العسقلانی' ابن حجر' احمد بن علی' دار نشر الکتب الاسلامیۃ' لاہور س ن، ۹/۶۵۶، ۶۵۷؛ المنھاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، ۱۳/۸۳۔

۱۹۔ مِلقام بن تلب بن ثعلبہ بن ربیعہ تمیمی خود بھی صحابی ہیں اور ان کے والد بھی صحابی ہیں۔ (تھذیب التھذیب، العسقلانی' ابن حجر' احمد بن علی' دار صادر بیروت، ط اول ۱۳۲۶ھ، ج ۱۰، ص ۲۹۵)۔

۲۰۔ سنن أبي داود، ابو داؤد' سلیمان بن اشعث السجستانی' دار إحیاء التراث الاسلامی بیروت، ۱۴۲۱ھ، کتاب الاطعمۃ، باب فی اکل حشرات الارض، (ح ۳۷۹۴) ص ۶۴۰؛ السنن الکبریٰ، البیھقی' احمد بن حسین بن علی' دار الفکر بیروت س ن،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ج۹ص ۳۲۶۔

۲۱۔ محدث بیہقی لکھتے ہیں کہ اس کی سند غیر قوی ہے۔ (دیکھیے :السنن الکبریٰ ، ج۹، ص ۳۲۶؛ نیز دیکھیے :نیل الاوطار، الشوکانی، محمد بن علی، دار الفکر، بیروت، س، ن، ج ۸ص۱۲۲)۔

۲۲۔ المجموع شرح المہذب، ج۹ص ۱۷؛ نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار، ج۸ص۱۲۲۔

۲۳۔ بدائع الصنائع، ج۹ص۱۶۔

۲۴۔ سعید بن مسیب مشہور و معروف تابعی ہیں اور مدینہ کے کبار فقہاء میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ سن۱۰۰ھ آپ کی وفات ہوئی۔ (تہذیب التہذیب۔ ج۴ص ۷۶)۔

۲۵۔ صحیح البخاری، (الجامع الصحیح المسند المختصر من أمور رسول الله و سننه وأیامه)' البخاری' محمد بن اسماعیل' دار السلام الریاض ، ۱٤۱۷ھ، کتاب بدء الخلق، باب خیر مال المسلم غنم یتبع بها شغف الجبال (ح۳۳۰۷) ؛ الجامع الصحیح (صحیح مسلم)' مسلم' مسلم بن الحجاج القشیری' دار السلام' الریاض، ۲۰۰٤ء، کتاب السلام باب استحباب قتل الوزغ (ح۲۲۳۷)۔

۲۶۔ ام شریک القُرَشِیّۃ العامِرِیّۃ صحابیہ ہیں اور آپ نے نبی کریم ﷺ سے تین احادیث کی روایت کی ہے۔ آپ کے نام میں اختلاف ہے اور کنیت ہی سے آپ مشہور ہیں۔ (الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، عسقلانی، ابن حجر، احمد بن علی، دار الجیل، بیروت، ۱۹۹۲ء، ج۸ص ۲۴۸)۔

۲۷۔ صحیح مسلم، کتاب الحج، باب ما یندب للمحرم و غیره قتله من الدواب فی الحل و الحرم(ح۱۱۸۹)۔

۲۸۔ صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب اذا وقع الذباب فی شراب احد کم(ح۳۳۱۵)مسلم ایضاً۔

۲۹۔ المغنی والشرح الکبیر، ابن قدامہ' عبداللہ بن احمد' مطبعۃ المنار' مصر، ۱۳۴۸ھ، ج۱۱ص ۶۸۔

۳۰۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج۹ص ۶۲۱۔

۳۱۔ الجامع لِلسنن (سنن الترمذی)' الترمذی' محمد بن عیسیٰ' دارالسلام الریاض، ۱۴۲۰ھ، کتاب الاطعمۃ، باب ما جاء فی الدعاء علی الجراد (ح۱۸۲۳) ص ۴۳۰۔

۳۲۔ سنن أبی داود، کتاب المناسك، باب فی الجراد للمحرم(۱۸۵۱) ص ۳۲۰؛ سنن ابن ماجه، محمد بن یزید، دار المعرفة، بیروت، س، ن، کتاب الصید، باب صید الحیتان والجراد(۳۲۲۲)، ج۳ص ۳۷۱ ۔

۳۳۔ پہلی حدیث کو امام ترمذی نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں :هَذَا حَدِیثٌ غَرِیبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَمُوسَى

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيُّ قَدْ تُكُلِّمَ فِيهِ وَهُوَ كَثِيرُ الْغَرَائِبِ وَالْمَنَاكِيرِ وَأَبُوهُ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ثِقَةٌ وَهُوَ مَدَنِيٌّ۔ (سنن الترمذی ایضاً) اور دوسری حدیث کو امام ابوداود نقل کر کے لکھتے ہیں :أَبُو الْمُهَزِّمِ ضَعِيفٌ وَالْحَدِيثَانِ جَمِيعًا وَهْمٌ۔ (سنن أبی داود ایضاً)۔ نیز ابن حجرؒ نے بھی ان کی سندوں کو کمزور قرار دیا ہے (دیکھیے :فتح الباری، ج۹ص ۶۲۱)۔

۳۴۔ حیوٰۃ الحیوان الکبریٰ، ج اص ۲۲۴۔ لیکن امام دمیری کی یہ بات تحقیق طلب ہے۔

۳۵۔ المبسوط، السرخسی، محمد بن احمد، مطبعۃ السعادۃ، مصر، ۱۳۲۴ھ، ج ااص ۲۲۹۔

۳۶۔ الجامع لأحکام القرآن، ج ۲ص ۲۱۷؛ احکام القرآن، ابن العربی، ابوبکر محمد بن عبداللہ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، س ن، ج اص ۹۸؛ المغنی، ج ااص ۴۱؛ احکام القرآن، جصاص، احمد بن علی رازی، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۰۵ھ، ج اص ۱۳۰؛ حاشیۃ ابن عابدین، ج ۶ص ۳۰۷؛ شرح مسلم للنووی، ج ۱۳ص ۱۰۳؛ فتح الباری، ج ۹ص ۶۲۱؛ المجموع، ج ۹ص ۲۳۔

۳۷۔ عبداللہ بن ابی اوفیٰ کا اصل نام علقمہ بن خالد بن حارث ہے۔ آپ اور آپ کے والد دونوں صحابہ میں سے ہیں۔ آپ سے احادیث مروی ہیں۔ آپ کوفہ میں ۸۶ یا ۸۷سن ہجری کو فوت ہوئے۔ (تہذیب الاسماء واللغات، النووی، محی الدین بن شرف، ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ، مصر، س، ن، ص ۱۶۰)۔

۳۸۔ صحیح البخاری، کتاب الذبائح و الصید، باب اکل الجراد (۵۴۹۵) ص ۱۱۸۹؛ صحیح مسلم، کتاب الصید والذبائح، باب اباحۃ الجراد (۱۹۵۲) ص ۸۷۱۔

۳۹۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الاطعمۃ، باب الکبد و الطحال، (۳۳۱۴)؛ نیز :کتاب الصید، باب صَيْدِ الْحِيتَانِ وَالْجَرَاد (۳۲۱۸) ج۳ص ۳۷۰؛ مسند احمد، احمد بن حنبل، المکتب الاسلامی، بیروت، س، ن، ج۲ص ۹۷۔

۴۰۔ سنن أبی داود، کتاب الاطعمۃ، باب فی اکل الجراد (ح۳۸۰۹) ص ۶۴۲؛ سنن ابن ماجہ، کتاب الصید، باب صَيْدِ الْحِيتَانِ وَالْجَرَاد (۳۲۱۸) ج۳ص ۳۷۰۔

۴۱۔ حاشیۃ ابن عابدین، ج ۶ص ۳۰۷؛ المجموع شرح المھذب، ج ۹ص ۲۳؛ المغنی والشرح الکبیر، ج ااص ۴۱۔

۴۲۔ احکام القرآن لابن العربی، ج اص ۹۸؛ الجامع لأحکام القرآن، ج ۲ص ۲۱۷۔

۴۳۔ ایضاً، نیز: مواھب الجلیل، الحطاب الرعینی، محمد بن محمد، دار الفکر، بیروت، ۱۳۹۸ھ، ج ۳ص ۲۳۴؛ بدایۃ المجتھد، ابن رشد، محمد بن احمد بن محمد، مطبعۃ الجمالیۃ مصر، ۱۳۲۹ھ، ج اص ۳۵۹۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۴۴۔ حاشیۃ بجیرمی علی شرح المنہاج، ج۴ص۳۰۴؛ نہایۃ المحتاج، ج۸ص۱۰۷۔

۴۵۔ مطالب اولی النھی شرح غایۃ المنتھی، الرحیبانی، مصطفی السیوطی، المکتب الاسلامی بیروت، ۱۹۶۱ء، ج۶ص۳۲۹۔

۴۶۔ بدایۃ المجتہد، ج۱ص۳۵۹۔

۴۷۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الاطعمۃ، باب الکبد و الطحال (ح۳۳۱۴) ج۳ص۴۱۹؛ نیز: کتاب الصید، باب صَیْدِ الْحِیتَانِ وَالْجَرَادِ (ح۳۲۱۸) ج۳ص۳۷۰؛ مسند احمد، ج۲ص۹۷۔

۴۸۔ صحیح البخاری، کتاب الذبائح و الصید، باب اکل الجراد (ح۵۴۹۵) ص۱۱۸۹؛ صحیح مسلم، کتاب الصید والذبائح، باب اباحۃ الجراد (۱۹۵۲) ص۸۷۱۔

۴۹۔ حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر، ج۲ص۱۲۷؛ التاج والاکلیل شرح مختصر خلیل، محمد بن یوسف بن ابی القاسم، دار الفکر، بیروت، ۱۳۹۸ھ، ج۳ص۲۳۰۔

۵۰۔ المجموع شرح المھذب، ج۹ص۱۲؛ المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، ج۲ص۲۷۲۔

۵۱۔ المغنی والشرح الکبیر، ج۱۱ص۸۱؛ مجموع الفتاوی، ابن تیمیہ، احمد بن عبدالحلیم، مکتبۃ ابن تیمیہ، السعودیۃ العربیۃ، س، ن، ج۱۹ص۲۴، ج۱۷ص۱۷۸۔

۵۲۔ المحلی، ج۷ص۱۳۴۔

۵۳۔ بدائع الصنائع، ج۵ص۳۶؛ تبیین الحقائق، الزیلعی، عثمان بن علی بن محجن، دار الکتاب الاسلامی، القاہرۃ، ۱۳۱۳ھ، ج۵ص۲۹۵؛ الدر المختار، ج۶ص۳۰۶؛ لیکن امام طحاوی نے گوہ کی حلت پر دلالت کرنے والے آثار کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ اسے کھانے میں کوئی حرج نہیں (دیکھیے: شرح معانی الآثار، طحاوی، احمد، بن محمد، مطبعۃ الانوار المحمدیہ، القاہرۃ، ۱۹۶۸ء، ج۴ص۲۰۱)۔

۵۴۔ بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ج۵ص۳۶؛ تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، ج۵ص۲۵۹۔

۵۵۔ مجموع الفتاوی، ج۱۷ص۱۷۸، ج۱۹ص۲۴۔

۵۶۔ مسند احمد، ج۶ص۱۲۳۔

۵۷۔ شرح معانی الآثار، ج۴ص۲۰۰۔

۵۸۔ بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ج۵ص۳۷۔

۵۹۔ صحیح مسلم، کتاب الصید والذبائح، باب فی اباحۃ الضب (ح۱۹۴۹) ص۸۷۱۔

۶۰۔ صحیح مسلم، کتاب الصید والذبائح، باب فی اباحۃ الضب (۱۹۵۱) ص۸۷۱۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۶۱۔ عبدالرحمٰن بن حسنہؓ کا شمار صحابہ میں ہوتا ہے۔ (تہذیب التہذیب، ج۶ص ۱۶۳)۔

۶۲۔ مسند احمد، ج۴ص ۱۹۶۔

۶۳۔ بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ج۵ص ۳۷۔

۶۴۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج۹ص ۶۶۶۔

۶۵۔ صحیح مسلم، کتاب القدر، باب بیان ان الآجال والارزاق وغیرھا لا تزید ولا تنقص عما سبق به القدر (ح۲۶۶۳)ص ۱۱۶۰؛ مسند احمد، ج۱ص ۳۹۰۔

۶۶۔ المحلی، ج۷ص ۴۳۲۔

۶۷۔ عبدالرحمٰن بن شبل بن عمرو بن زید صحابی رسول اور انصار کے نقباء میں سے تھے۔آپ عہد معاویہ میں حمص میں فوت ہوئے۔ (تہذیب التہذیب، ج۶ص ۱۹۳)۔

۶۸۔ سنن أبی داود، کتاب الاطعمة، باب فی اکل الضب ص ۶٤٠۔

۶۹۔ نصب الرایۃ لأحادیث الھدایۃ ،ج س۴ص ۱۹۵۔

۷۰۔ سبل السلام شرح بلوغ المرام، الصنعانی، محمد بن اسماعیل، شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ المصطفیٰ البابی الحلبی، مصر، ۱۹۶۰ء، ج۴ص ۷۸۔

۷۱۔ صحیح مسلم، کتاب الصید والذبائح، باب فی اکل الضب، ص ۸٦٩۔

۷۲۔ صحیح البخاری، کتاب الذبائح و الصید، باب فی الضب(ح۴۹۷۲)؛ صحیح مسلم، ایضاً۔

۷۳۔صحیح البخاری، کتاب الھبة وفضلھا والتحریض علیھا، باب قبول الھدیة (ح۲۵۷۵) ص۵۱۲؛ صحیح مسلم، کتاب الصید والذبائح، باب فی اکل الضب (۱۹٤٤) ص ۸۷٠۔

۷۴۔صحیح مسلم، کتاب الصید والذبائح ،باب فی اکل الضب (ح۱۹٤۳) ص ۸٦٩۔

۷۵۔ ثابت بن ودیعہ بن جذام (خذام) یا ثابت بن یزید بن ودیعہ الانصاریؓ صحابی رسول ہیں بلکہ بعض صحابہ نے بھی آپ سے حدیث کی روایت کی ہے۔ (معرفۃ الصحابۃ ،الاصفہانی ،احمد بن عبداللہ، دارالوطن، الریاض، س، ن، ج۱ص ۴۷۱)۔

۷۶۔ سنن أبی داود، کتاب الاطعمة، باب فی اکل الضب (ح۳۷۹۱) ص ٦٤٠۔

۷۷۔صحیح مسلم، کتاب الصید والذبائح، باب فی اباحة الضب (ح۱۹۵۱) ص ۸۷۱۔

۷۸۔ احکام القرآن للجصاص، ج٤ ص ۱۸۹، ۱۹٠۔

۷۹۔ فتح الباری، ج۹ص ۶۶۶۔فقہاء حنفیہ اگرچہ گوہ کو مکروہ تحریمی قرار دیتے ہیں لیکن حنفیہ میں سے امام طحاوی بھی اس مسئلہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں جمہور کے ساتھ ہیں اور اس بارے میں مروی روایات کو نقل کرنے کے بعد انہوں نے اپنا موقف ان الفاظ میں بیان کیا ہے :فثبت بتصحیح ھذہ الآثار انه لا باس باکل الضب وھو القول عندنا واللہ اعلم بالصواب۔ ان روایات کی صحت کی بنا پر ثابت ہوا کہ گوہ کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس مسئلہ میں ہماری رائے یہی ہے اور درست بات تو اللہ ہی جانتا ہے۔ (شرح معانی الآثار، ج۴ص۲۰۲)۔

۸۰۔ حاشیۃ ابن عابدین، ج۶ص۳۰۶۔

۸۱۔ الشرح الصغیر مع حاشیۃ الصاوی، احمد بن محمد، دار الفکر، بیروت، س، ن، ج۲ص۱۸۱۔

۸۲۔ نھایۃ المحتاج الی شرح المنہاج، ج۷ص۲۴۰۔

۸۳۔ المغنی والشرح الکبیر، ج۱۱ص۸۳۔

۸۴۔ مطالب اولی النھی، ج۶ص۳۱۳؛ المغنی والشرح الکبیر، ج۱۱ص۸۳۔

۸۵۔ سنن أبي داود، کتاب الاطعمۃ، باب فی تفتیش التمر المسوس عند الاکل (ح۳۸۲۸) ص۶۲۵۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

© rasailojaraid.com